بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دہلی
محدث

نگرانِ اصول
مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی
شیخ الحدیث

مدیر مسئول
نذیر احمد املوی
رحمانی

نمبر ۱۰	بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۶۱ھ مطابق ماہ فروری ۱۹۴۲ء	جلد ۹

ظنیتِ احادیث کی ایک دلیل اور اسکا جواب

(از جناب مولانا ابو الطیب محمد عبد الصمد صاحب مبارکپوری)

موقر "محدث" کے کسی سابقہ پرچہ میں احادیث کے جمع و تدوین اور اس کی نشر و اشاعت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ احادیث کا حجتِ شرعیہ ہونا قرآن مجید اور ارشاد نبوی و عمل صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ دین و عامۃ المسلمین سے ثابت ہے۔ یہ بحث ایک پرانی بحث ہے۔ آج ہم ناظرین "محدث" کے سامنے ایک جدید بحث کا جواب پیش کرتے ہیں۔

مخالفت و انکار حدیث کے میدان میں جتنے افراد کام کرتے ہیں ان میں مولانا حافظ اسلم صاحب جیراجپوری اور مولوی حافظ محب الحق صاحب کی ممتاز و نمایاں ہستیاں ہیں۔ ان کے بعد جناب غلام احمد صاحب پرویز بی اے کی ذات گرامی ہے۔ یہ جملہ حضرات علم حدیث اور اصول حدیث سے بے خبر ہیں یعنی علم حدیث کو کسی استاد حدیث سے حاصل نہیں کیا ہے۔ باایں ہمہ علم حدیث کے خلاف ہمیشہ زہر افشانی کرتے رہتے ہیں۔ اس کی ہمیں کوئی شکایت نہیں لیکن اس امر کے اظہار سے ہم رک نہیں سکتے کہ یہ لوگ باوجود شان علمیت کے خلاف واقعات اور حالات کے بیان کرنے میں خیانت و غلط بیانی سے بہت زیادہ کام لیتے ہیں۔ ناظرین اس بات کا خاص لحاظ رکھیں اور دیکھیں کہ یہ لوگ کسقدر غلط بیانی اور تحریف واقعات کو کام میں لاتے ہیں۔

سردست ہم غلام احمد صاحب پرویز کی تحریر پر تنقید کرتے ہیں انشاء اللہ اس کے بعد حافظ محب الحق اور مولوی اسلم صاحب کی تحریروں کا بھی جواب اور ریمارک پیش کریں گے۔ غلام احمد صاحب پرویز حدیثوں کی ظنیت کے ثبوت میں بجائے آیت قرآنی پیش کرنے کے لکھتے ہیں:۔

"احادیث کی جسقدر کتابیں موجود ہیں ان میں کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جسکے الفاظ رسول اللہ کے الفاظ ہوں تمام احادیث روایت بالمعنی ہیں۔ (طلوع اسلام ص ۳۴ ج ۳ ۲۷ء)

جواب: جناب پرویز صاحب نے اس جگہ دو باتیں لکھی ہیں یا یوں سمجھئے کہ دو دعوے کئے ہیں۔ پہلی بات یا پہلا دعویٰ یہ ہے کہ "احادیث کی کتابوں میں کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس کے الفاظ رسول اللہ کے الفاظ ہوں" دوسری بات یا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ "تمام احادیث روایت بالمعنی ہیں" پہلے دعوے کے متعلق ہم پرویز صاحب سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ آپ نے کس طرح پہچانا کہ کتب حدیث میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں ہے جس کے الفاظ رسول اللہ کے الفاظ ہوں۔ مہربانی فرما کر اسے بیان کیجئے اور اگر اس کو آپ نہ بیان کر سکیں تو اس طرح ظنی و قیاسی باتیں بیان کرنے سے پرہیز کریں۔ آپ کا یہ قول ہمارے نزدیک ان لوگوں کے قول کی حیثیت رکھتا ہے جنھوں نے قرآن کو کہا تھا اِنْ ھٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ یہ کلام خدا نہیں ہے بلکہ انسان کا بنایا ہوا ہے۔ آپ کے صرف کہدینے سے ہرگز یہ باور نہیں کیا جاسکتا تاوقتیکہ اسکی سند و ثبوت نہ پیش کریں۔ ارباب ذوق و نظر جن کو عربیت کا کامل ذوق ہوگا وہ جب احادیثِ نبوی کے لطائف و معارف اور الفاظ کی جامعیت و متانت پر نظر و فکر کریں گے تو انھیں ان کا ثانی کسی انسان کے کلام میں نہیں ملیگا۔ یہ صریح دلیل ہے کہ الفاظِ نبوی کے ساتھ احادیث محفوظ ہیں۔

آپ کا دوسرا دعویٰ بھی بے ثبوت اور بے دلیل ہے لیکن پھر بھی ہمیں بے حد خوشی حاصل ہوگی اگر آپ اپنے اس دعوی پر قائم رہیں اور اس کو ثابت بھی کر دیں کیونکہ اس سے آپ کا مدعا باطل اور ہمارے مدعا کی تائید ہوتی ہے اس کی تفصیل سنئے! روایت بالمعنی کی حقیقت کیا ہے اور روایت بالمعنے کے ثبوت سے حجیت حدیث پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ روایۃ بالمعنی کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے الفاظ میں جو مضمون بیان فرمایا ہو اسی مضمون کو صحابی یا تابعی یا کوئی دوسرا راوی بعض الفاظ میں قصداً یا بلاقصد تغیر کرکے اس طرح ادا کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصلی مفہوم اور معنی پورا پورا ادا ہو اس میں کوئی کمی و بیشی اور تغیر و تبدل نہ واقع ہو۔

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ائمۂ دین اور علماءِ محدثین کا مسلک روایت بالمعنی کے جواز یا عدم جواز کی بابت کیا ہے پس واضح ہو کہ محدثین عظام روایت بالمعنی کو ناجائز کہتے ہیں مگر اسوقت کہ روایت کرنیوالا ان الفاظ کا عالم ہو جن سے معانی میں تغیر واقع ہو جاتا ہے۔ علامہ سیوطی تدریب الراوی میں لکھتے ہیں:۔ عدم جواز نہیں

ان لم یکن الراوی عالماً بالالفاظ خبیراً بما یحیل معانیہا لم تجز لہ الروایۃ لما سمعہ بالمعنی بلا خلاف بل یتعین اللفظ الذی سمعہ فان کان عالماً بذلک فقالت طائفۃ من اہل الحدیث والفقہ والاصول لا یجوز الا بلفظہ الخ (قواعد التحدیث ص۲۰۸) "اگر راوی الفاظ سے واقف معانی کے بدلنے والی تراکیب والفاظ سے آگاہ نہ ہو تو اس کو روایت بالمعنی جائز نہیں بلکہ اسے لازم ہے کہ اپنے شنیدہ الفاظ ہی بیان کرے۔ ہاں اگر الفاظ کا عالم ہو تو بھی ایک گروہ اہل حدیث وفقہ واصول کا قائل ہے کہ اس کیلئے روایت بالمعنی جائز نہیں"۔

علامہ طاہر جزائری لکھتے ہیں: "وقال الغزالی فی المستصفی نقل الحدیث بالمعنی دون اللفظ حرام علی الجاھل بمواقع الخطاب ودقائق الالفاظ اما العالم بالفرق بین المحتمل والظاھر والاظھر والعام والاعم فقد جوزلہ الشافعی ومالک وابوحنیفۃ وجماھیر الفقہاء ان ینقلہ علی المعنی اذا فھمہ (توجیہ النظر ص۲۹۹) یعنی امام غزالیؒ مستصفی میں لکھتے ہیں کہ حدیث کا بالمعنی روایت کرنا اس عامی کیلئے جائز نہیں ہے جو خطاب کے مواقع اور الفاظ کے دقائق سے ناواقف ہے۔ لیکن جو شخص الفاظ محتمل وغیر محتمل اور ظاہر واظہر عام واعم کے درمیان فرق کو پہچانتا ہے اس کے لئے امام شافعیؒ ومالکؒ وابوحنیفہؒ اور تمام فقہاء نقل وروایت بالمعنی کی اجازت دیتے ہیں اور جائز کہتے ہیں بشرطیکہ ان امور کو خوب سمجھتا ہو۔

امام فخر الدین رازی نے اپنی کتاب محصول میں لکھا ہے کہ محدثین تین شرطوں کے ساتھ روایت بالمعنی کو جائز کہتے ہیں۔ "ولکن بشرائط ثلاث احدھا ان لا تکون الترجمۃ قاصرۃ عن الاصل فی افادۃ المعنی وثانیھا ان لا یکون فیھا زیادۃ ولا نقصان وثالثھا ان تکون الترجمۃ مساویۃ للاصل فی الجلاء والخفاء لان الخطاب یقع تارۃ بالمحکم وتارۃ بالمتشابہ لحکم واسرار استاثر اللہ بعلمھا فلا یجوز تغییرھا عن وصفھا" روایت بالمعنی تین شرطوں پر جائز ہے ایک یہ کہ ترجمہ اصل سے معنی کے افادہ میں قاصر نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ ترجمہ میں کوئی زیادتی اور کمی نہ ہونے پائے۔ تیسرے یہ کہ ترجمہ ظہور وخفا میں اصل کے مساوی ہو کیونکہ خطاب کبھی محکم کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی متشابہ کے ساتھ، بوجہ ان حکم واسرار کے جن کو اللہ نے کسی پر ظاہر نہیں فرمایا پس ان کو ان کی صفتوں کی وجہ سے تغیر کرنا جائز نہ ہوگا"۔

امام رازیؒ نے روایت بالمعنی کے جواز کی کئی دلیلیں بیان کی ہیں (۱) صحابہ کرامؓ نے ایک ہی قصہ جس کو کہ مجلس واحد میں کسی نے بیان کیا تھا مختلف الفاظ سے نقل کیا اور کسی نے ان پر اعتراض وانکار نہیں کیا (۲) عجمیوں کیلئے عجمی زبان میں شریعت کی تشریح وتفسیر کرنی جائز ہے بالاتفاق پس جب عربی کو عجمی سے بدلنا جائز ہوا تو عربی لفظ کو عربی لفظ سے بدلنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ اور منصف مزاج آدمی سمجھ سکتا ہے کہ عربی کے ترجمہ عربی میں بہ نسبت عربی کے عجمی میں ترجمہ کرنے کے تفاوت وتغیر بہت ہی کم ہوگا۔ (۳) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا "اذا اصبتم المعنی فلا باس" جب تم معنی حدیث ادا کر دو تو کچھ مضائقہ نہیں"۔

الحاصل جب روایت بالمعنی کے جواز و عدم جواز میں فیما بین العلما اختلاف ہے اور کسی کے نزدیک مطلقاً روایت بالمعنی ہر شخص کیلئے جائز نہیں ہے تو یہ کہنا کہ تمام روایتیں بالمعنی ہیں حقیقت اور واقعیت سے دور اور ناواقفیت و عدم تحقیق پر مبنی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے "ان اللہ حرم علیکم عقوق الامھات ووأد البنات ومنعا وھات وکرہ لکم قیل وقال وکثرۃ السؤال واضاعۃ المال" اس حدیث کو اگر کوئی عالم بالمعنی روایت کرے اور بعض الفاظ کو بدل دے مثلاً حرم علیکم کے بدلے نھاکم بولے یا کسی اور لفظ کو اس کے ہم معنی لفظ سے بدل دے مگر اصل مفہوم حدیث پورا پورا باقی رہے اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل واقع نہ ہو تو ایسی روایت بالاتفاق جائز و درست ہے اس میں کوئی قباحت اور خرابی نہیں ہے۔ اسی طرح مثلاً قعود کی جگہ جلوس علم کی جگہ معرفت، استطاعت کی جگہ قدرت، ابصار کی جگہ احساس بالبصر، تحریم کے بجائے حظر کا لفظ بولے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اصل معنی باقی رہتا ہے اس میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ پس اس کے جواز میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ اور جب معنی و مفہوم میں کوئی تغیر نہیں ہوتا تو یہ کہنا کہ روایت بالمعنی کرنے سے معنی کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے بالکل خلاف واقع اور ظن و تخمین ہے دگر ہیچ۔ اگر روایت بالمعنی جائز نہ ہو تو پھر قرآن کریم کا عجمی زبان میں ترجمہ کرنا پرویز صاحب پر حرام و ناجائز ہوگا کیا پرویز صاحب اس کو تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں؟

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ کتب حدیث و اصول حدیث میں جہاں کہیں روایت بالمعنی کو جائز و درست کہا گیا ہے۔ اس سے اسی قسم کی روایت مراد ہے۔ اور روایت بالمعنی کا جو مطلب پرویز صاحب وغیرہ نے سمجھا ہے وہ علما محدثین کی اصطلاح میں روایت بالمعنی نہیں ہے بلکہ وہ کھلی تحریف ہے محدثین اور جملہ علماء اصول اسکو حرام کہتے ہیں اور اس قسم کی روایت بالمعنی کا وجود کتب حدیث میں ڈھونڈھنے سے بھی نہ ملیگا۔ اس توضیح اور تشریح کے بعد اہل بصیرت اور ارباب تحقیق و تدقیق کو روایت بالمعنی کے مقبول اور لائق عمل ہونے میں کوئی تردد و تامل نہ ہوگا۔ لیکن میں یہاں پر یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ابتداء اسلام سے احادیث کو بالفاظہا محفوظ رکھنے کا علاوہ کتابت کے کتنا شدید اہتمام و التزام تھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ عام طور پر مشہور ہے اور ان کے حالات میں مذکور ہے کہ

کان ممن یتحری فی الاداء ویشدد فی الروایۃ ویزجر تلامذتہ عن التھاون فی ضبط الالفاظ۔	عبداللہ بن مسعودؓ ان اصحاب میں سے تھے جو حدیث کے بیان کرنے میں بڑی احتیاط کرتے تھے اور روایت میں بہت سختی کرتے تھے اور اپنے تلامذہ کو ضبط الفاظ میں سستی کرنے پر ڈانٹتے تھے۔
(تذکرۃ الحفاظ ص ۱۳ ج ۱)	

ضبط الفاظ کی نہایت سخت پابندی اور تاکید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی تھی۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد اس طرح تعلیم فرماتے تھے جس طرح قرآن کی

سورتیں تعلیم فرمایا کرتے "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا التشہد کما یعلمنا السورۃ من القرآن (صحیح مسلم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :-

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کما یعلمنا السورۃ من القرآن یقول اذا ھم احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ الحدیث (رواہ البخاری)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو اپنی ضرورتوں کے متعلق استخارہ (خیر طلب کرنے) کی تعلیم دیتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سورہ تعلیم کرتے، فرماتے تھے جب تم میں کا کوئی شخص کسی امر (اہم) کا ارادہ کرے تو فرض کے علاوہ دو رکعت نماز ادا کرے۔"

اسی طرح حضرت براءبن عازب رضی اللہ عنہ کو سونے کے وقت کی دعا تعلیم فرمائی اس کے اندر یہ الفاظ بھی واقع ہیں "اٰمنت بکتابك الذی انزلت وبنبیك الذی ارسلت (مسلم بخاری) براءبن عازبؓ کہتے ہیں کہ یاد کرنے کے لئے اس دعا کو میں دہرانے لگا تو میں نے کہا برسولك الذی ارسلت یعنی لفظ" نبیک" کو لفظ" رسولک" سے بدلکر پڑھا تو آپ نے فرمایا" اٰمنت بنبیك کہو جس طرح میں نے بتایا ہے۔

جن احادیث وسنن کی نقل وروایت میں اصل الفاظ کے حفظ وضبط کا اتنا اہتمام اور اتنی قیود وشروط کا التزام کیا گیا ہو اُن کی شان میں بے سمجھے بوجھے روایت بالمعنی کہنا یقیناً وہم وشک کی اتباع کرنا ہے۔

کاش اگر یہ معترض قرآن مجید میں غور وتدبر کرتے تو ان کو واضح ہوجاتا کہ ایک مضمون کو متعدد جگہ باختلاف الفاظ بیان کیا گیا ہے لیکن اصل مضمون میں تغیر واقع نہیں ہوا۔ پس اس سے بھی روایت بالمعنی کے جائز ہونے کی تائید ہوتی ہے۔ اگرچہ روایت بالمعنی کے وجود سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن صحاح میں ایسی حدیثیں بہت کم ہیں۔ اور اکثر وبیشتر حصہ حدیثوں کا بالفاظ نبوی مروی ہے۔ جس کی ایک بہت قوی اور واضح دلیل یہ بھی ہے کہ صحاح ستہ کی اکثر حدیثیں باہم الفاظ میں بالکل متحد ہیں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں ہوتا یہ امور اس دعوی کے باطل کرنے کیلئے کافی اور وافی ہیں مزید بیان کی ضرورت نہیں۔ (باقی آئندہ)

یاد رکھئے

(۱) دفتر سے رسالہ پوری احتیاط کے ساتھ روانہ کیا جاتا ہے اس لئے اگر کوئی رسالہ نہ پہنچے تو اپنے ڈاکخانہ والوں سے پوچھئے ہم دوبارہ رسالہ نہیں بھیجیں گے۔

(۲) خط وکتابت کے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضروری دیا کریں۔

(۳) اپنا پتہ ہمیشہ صاف اور خوشخط لکھا کریں ورنہ رسالہ نہ پہنچنے کے ہم ذمہ دار نہیں۔

(۴) اگر پتہ تبدیل کرانا ہو تو اپنے ڈاکخانہ کو اطلاع دیجئے ہم پتے تبدیل نہیں کرینگے۔ منیجر